Presented by: Rana Jabir Abbas

بسمہ سبحانہ

بدعات

میر مراد علی خان

جناب مختار احمد مدنی نے ایک مضمون بعنوان" رجب کے کنڈے" لکھا۔ اس مضمون میں ابتداء سے آخر تک رجب کے کنڈوں کو روافض اور نام نہاد مسلمانوں کی سازش کا نتیجہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہم یہ دعوی سے کہتے ہیں کہ رجب کے کنڈے یا اس سلسلے میں جو کہانی پڑھی جاتی کسی معمولی سے معمولی شیعہ کتاب میں اُس کا تذکرہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی کوئی شیعہ عالم تحریر سے یا تقریر کے ذریعہ ان کنڈوں کے بارے کچھ لکھا یا کہا ہو۔ یہ رسم صرف برصغیر ہند و پاکستان میں راجع ہے۔ اور برصغیر میں بھی شیعوں سے زیادہ اہل سنت حضرات اس کو کرتے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں جو کہانی پڑھی جاتی وہ اہل سنت کے ہی مطبوعات طبع کرتے ہیں۔

ابوحنیفہ کو فخر ہو تو ہو مگر یہ ہمارے لئے ہرگز باعث فخر نہیں کہ ابوحنیفہ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کے شاگرد تھے۔۔ چنانچہ تاریخ کی کتابوں میں اُن کا یہ فخر یہ جملہ ملتا ہے لولا السنتان لھلک النعمان یعنی اگر یہ دو سال نہ ملتے تو (جو امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کی خدمت میں بسر ہوئے) نعمان (ابوحنیفہ) ہلاک ہو گیا ہوتا۔ (عبدالحلیم جندی کتاب امام جعفر صادق ص ۸۳، نظرات فی الکتاب الخالدة، مولف حامد مفتی طبع قاہرہ ، تفسیر جامع الجوامع مولف الطبرسی ج اول ص ۳۹۱۔ علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب سیرت نعمان میں تحریر فرماتے ہیں" ابن تیمیہ کا یہ قول کہ ابو حنیفہ، امام جعفر صادقؑ کے ہم عصر تھے شاگرد نہیں تھے یہ دعوی غلط اور بے بنیاد ہے۔ حقیقتاً امام ابوحنیفہ، امام جعفر صادقؑ کے شاگرد تھے"۔

یہ الزام کہ "۲۲ رجب سن ۶۰ ھ ایک نامور خلیفہ و امیر المؤمنین نبی کریم کے برادر نسبتی اور کاتب وحی جناب امیر معاویہ کی وفات کا دن ہے۔ چونکہ روافض ان سے بغض وحسد رکھتے ہیں اس لئے محبت آل بیت کا لیبل لگا کر اُن کی وفات پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں"

اس مضمون نگار سے سوال ہے کہ کیا اُنہوں اس" خوشی کے اظہار" کو کہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا یا پڑھا ہے۔ کیا کوئی شیعہ اس سلسلے میں کوئی محفل منعقد کرتا ہے یا کوئی پرچہ شایع ہوتا ہوا دیکھا ہے؟ اگر وہ ایسا کرتے تو وہ حق بجانب ہیں اس لئے شیعہ حضرت ام المومنین عائشہؓ کے اس عمل کو قابل تقلید سمجھتے ہیں کہ بعد شہادت حضرت محمد ابن ابی بکر الصدیق حضرت عائشہ کا یہ عمل تھا۔

عائشة جزعت عليه جزعا شديدا وقنتت عليه في دبر الصلاة تدعو على معاوية وعمرو۔ طبری ج ۳ ص ۳۸۵؛ البداية والنهاية ج ۷ ص ۳۴۹۔

حضرت عائشہ کو غم ہوا اور اتنا شدید کہ ہر نماز میں معاویہ اور عمرو عاص کے لئے بدعا کرتی تھیں۔

مضمون نویس کو چاہئے تھا کہ وہ اپنے ہی مذہب کے کتابوں کو بغیر تعصب کے غیر جانب داری پڑھتے اور سمجھنے کی کوشش کرتے۔ چنانچہ اُسد الغابہ سے یہ دو روا تیں منقول ہیں:

حالات الأسود بن أبي البختري۔ اسد الغابة۔ ابن اثیر

روى سفيان بن عيينة عن عمرو بن دينار قال: لما يبعث معاوية بسر بن أبي أرطاة ليقتل شيعة علي۔ سفیان بن عینیہ روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن دینار سے کہ معاویہ نے بسر بن ابی ارطاۃ کو شیعان علیؑ کے قتل لے مدینہ روانہ کیا تھا۔

قتله بسر بن أبي أرطاة لما سيّره معاوة إلى الحجاز واليمن يقتل شيعة علي۔ حالات عبد الله بن عبد المدنی

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

حجاز اور یمن کی جانب معاویہ نے شیعان علی کو قتل کرنے کے لئے روانہ کیا تھا۔

معاویہ کاتب وحی نہیں تھے۔إما كتابة معاويه الوحى والتنزيل فلم يصح ۔جامع الاصول۔

معاویہ کبھی بھی وحی بالکل نہیں لکھی، البتہ آپؐ کے مراسلات یہی لکھتے تھے۔اکمال فی اسماء الرجال۔صاحب مشکواۃ شیخ ولی الدین ابی محمد بن عبداللہ الخطیب ص ۴۰۵ سلسلہ ۸۲۲۔یہ یادرہے کہ معاویہ فتح مکہ ۹ ہجری میں مسلمان ہوئے اوران کا شمار ''طلقاء'' یعنی آزادکردہ میں تھا اور تالیف قلب کے لئے رسول اللہؐ وآلہ نے ان کے ذمہ یہ کام لگایا تھا۔دوسری روایت كان معاوية كاتبا فيما بين النبى و بين العرب۔ سیرأعلام النبلاء ج ۴ ص ۲۸۵۔

خال المؤمنين۔اب رہا برادرنسبتی ہونے کا شرف۔ام المومنین حضرت صفیہ جو یہودی تھیں اور مسلمان ہوئیں۔مگر آپ کے بھائی اور باپ یہودی ہی رہے۔ کیا یہ برادرنسبتی بھی باعث شرف ہے؟

اس کے علاوہ معاویہ کے بارے میں مزید کہنا نہیں ہے اس لئے کہ مضمون طویل ہوجائے گا۔ورنہ اس سلسلے میں کئی کتابیں لکھی جاچکی ہیں۔

مختاراحمد مدنی نے شیعوں کو روافض کے لفظ سے نواز کر لکھتے ہیں کہ ''یہود اور روافض اور نام نہاد مسلمانوں کی سازش سے اُمت مسلمہ بدعات وخرافات میں کھوگئی ہے کہ اسلام جس کی رات بھی دن کی مانند تابندہ درخشندہ ہے اس کی صحیح وسچی تعلیمات بدعتوں کی گھٹاٹوپ تاریکیوں میں چھپ رہ گئی ہیں بدعتوں کا ایسا سیاہ غلاف چڑھادیا گیا ہے جس میں اسلام کا صحیح چہرہ نظر نہیں آتا ہے''۔

یہ تقریباً صحیح ہے مگر الزام جو شیعوں پر لگایا ہے وہ قطعاً باطل ہے۔ شیعہ ہی ہمیشہ یہود سے ڈٹ کر لڑے ہیں اور فتح پائے ہیں۔حال ہی کی مثال موجود ہے۔ چند ہزار نے ایک بڑی طاقتور قوم کے گھٹنے ٹکادئے۔اس دنیا کی سب سے طاقتور حکومت اگر کسی ملک سے خائف ہے تو وہ صرف شیعوں کا ہی ملک ہے۔ البتہ اگر یہودیوں سے میل جول رکھے ہیں اور اُن کی غلامی پر فخر کرتے ہیں وہ سعودی، اردن، مصر، کویت، ترکی ہیں۔اور یہ سب حضرت عمرؓ کی سنت پر ہیں۔

چنانچہ علامہ شبلی نعمانی اپنی شہرہ آفاق کتاب ''الفاروق'' صفحہ ۳۷ ۳ طبع متکبہ رحمانیہ لاہور میں لکھتے ہیں:

یہ امر بھی صحیح روایتوں سے ثابت ہے کہ یہودیوں کے ہاں جس دن درس توریت کا درس ہوا کرتا تھا، حضرت عمرؓ اکثر شریک ہوتے تھے اور اُن کا بیان ہے کہ میں یہودیوں کے دن اُن کے ہاں جایا کرتا تھا۔چنانچہ یہودی کہا کرتے تھے کہ تمہارے ہم مذہبوں میں ہم تم کو سب سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔(کنزالعمال بروایت بیھقی وغیرہ جلد اول صفحہ ۲۳۳)

حضرت عمر ایک دفعہ توریت کا نسخہ رسول اللہ ﷺ وآلہ کے پاس لے گئے اور اس کو پڑھنا شروع کیا۔آنحضرتؐ کا چہرہ متغیر ہوا۔مسند دارمی ج ۱ مطبوعہ کانپور ص ۶۲)

علامہ شبلی نعمانی اپنی شہرہ آفاق کتاب ''الفاروق'' صفحہ ۳۴۸ طبع متکبہ رحمانیہ لاہور لکھتے ہیں:''لیکن قیاس کی بنیاد جس نے ڈالی وہ حضرت عمرؓ فاروق ہیں۔ اجتہاد قیاس پر منحصر نہیں، ابن حزم، داؤد ظاہری وغیرہ سرے سے قیاس کے قائل نہ تھے حالانکہ اجتہاد کا درجہ رکھتے تھے''۔

اور قیاس پر جو احادیث مذکور ہیں وہ بھی قابل توجہ ہے۔

اول من قاس ابليس۔یعنی سب پہلے جس نے قیاس کیا وہ ابلیس تھا۔سنن الدارمی ج ۱ ص ۶۵؛ المصنف ابن ابی شیبۃ ج ۸ ص ۳۴۴ سلسلہ ۷۴؛ مسند ابی حنیفہ ابو نعیم ص ۶۶؛ کنزالعمال ج ۱ ص ۲۰۹ سلسلہ ۱۰۴۹؛ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۱۲؛ تفسیر الدرالمنثور سیوطی سورۃ الاعراف ج ۳ ص ۷۲۔

''حضرت ابوبکرؓ کے زمانے تک مسائل کے جواب میں قرآن مجید، حدیث اور اجماع سے کام لیا جاتا تھا۔قیاس کا وجود نہ تھا۔(مسند دارمی صفحہ ۳۲)''۔

علامہ شبلی ص ۳۴۹ میں لکھتے ہیں: اصولیین کے نزدیک قیاس کے لئے مقدم دو شرطیں ہیں۔

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

جومسئلہ قیاس سے ثابت کیا جائے وہ منصوص نہ ہو یعنی اس کے بارے میں کوئی خاص حکم موجود نہ ہو۔

مقیس اور مقیس علت مشترک۔

اب رہا بدعت کے بارے میں:

عبداللہ ابن عمر کا قول جس کو امام مالک نے کہا انه بلغه ان المؤذن جاء عمر ابن الخطاب یوذنه الصلوٰة الصبح فوجده نائما فقال الصلوٰة خیر من النوم یا امیر المؤمنین فامره عمر ان یجعلها فی نداء الصبح۔ ترجمہ: امام مالک سے روایت ہے کہ حضرت عمر کے پاس موذن نماز صبح کی خبر کرنے آیا تو حضرت عمر کو سوتا پایا موذن نے کہا الصلوٰة خیر من النوم یعنی نماز بہتر عمل ہے سونے سے۔ حضرت عمر نے موذن کو حکم دیا کہ اس کلمے کو صبح کی اذان میں کہا کرو۔ اس حدیث کو دارقطنی نے عبداللہ ابن عمر سے مسنداً روایت کیا ہے کہ حضرت عمر نے موذن سے کہا جب تم پہنچو حی علی الفلاح تو فجر کی اذان میں تو کہو بعد اس کے الصلوٰة خیر من النوم۔ موطا امام مالک کتاب الصلواۃ ص ۶۱ طبع مکتبہ رحمانیہ لاہور۔ ترجمہ علامہ وحید الزمان۔ اسی کو کئی معتبر محدثین نے نقل کیا ہے مثلاً نیل الاوطار الشوکانی ج ۲ صفحہ ۱۸؛ السنن الکبریٰ البیھقی ج ۱ صفحہ ۴۲۴؛ المصنف ابن ابی شیبۃ الکوفی جلد اول ص ۲۴۴؛ تاریخ بغداد الخطیب البغدادی ج ۹ ص ۴۰۹؛ کنز العمال ج ۸ صفحہ ۳۴۲۔

الذی أخر مقام إبراهيم إلیموضعه اليوم وكان ملصقا بالبيت حضرت عمر ہی وہ ہیں جنہوں نے خانہ کعبہ میں مقام ابراہیم کو اُس کی جگہ ہٹایا۔ اس کے قبل زمانہ رسول ﷺ و زمانہ ابوبکر تک یہ بیت الحرام سے ملا ہوا تھا۔۔ تاریخ الخلفاء

كان الىٰ سنتین من عهد عمر طلاق الثلث واحدة فقال ان الناس قد استعجلوا فامضاه علیهم ثلثا ۔ آنحضرتؐ اور حضرت ابوبکر اور خلافت حضرت عمر میں بھی دو برس تک یہی حکم رہا کہ اگر کوئی شخص تین طلاق ایک ہی نشست میں ایک بار دیدے تو صرف ایک طلاق پڑتی تھی (شمار کی جاتی تھی) پھر حضرت عمر نے کہا لوگوں نے طلاق دینے میں جلدی شروع (کثرت شروع) کی ہے تو انھوں نے تین طلاق پڑ جانے کا (شمار کرنیکا) حکم جاری کیا۔ صحیح مسلم کتاب الطلاق باب الطلاق الثلاثه ج ۳ ص ۱۸۳؛ مسند احمدابن حنبل ج ۱ ص ۳۱۴؛ المغنی ج ۸ ص ۲۴۳؛ الشرح الکبیر ج ۸ ص ۲۶۰؛ سنن نسائی کتاب طلاق ج ۶ ص ۱۴۵؛ مستدرک الصحیحین ج ۲ ص ۱۹۶؛ فتح الباری ابن حجر ج ۹ ص ۲۹۷؛ شرح مسلم النووی ج ۱۰ ص ۷۰؛ الدیباج علی مسلم جلال الدین سیوطی ج ۴ ص ۸۸؛ عون المعبود عظیم العبادی ج ۶ ص ۱۹۰؛ المصنف ج ۶ ص ۳۹۲ عبد الرزاق الصنعانی؛ المعجم الکبیر طبرانی ج ۱۱ ص ۱۹؛ تفسیر قرطبی ج ۳ ص ۱۳۰؛ تفسیر در المنثور ج ۱ ص ۲۷۹؛ المحلی ابن حزم ج ۱۰ ص ۱۶۸؛ نیل الوطار الشوکانی ص ۱۱ تا ۱۴؛ سبل السلام ابن حجر عسقلانی ج ۳ ص ۱۷۱؛ المجموع نووی ج ۱۷ ص ۸۵ و ۱۲۲؛ حاشیه رد المختار ابن عابدین ج ۳ ص ۲۵۶؛ المغنی ابن القدامه ج ۸ ص ۲۴۳؛ لغات الحدیث علامه وحید الزمان حرف "ط"۔ ص ۳۸

علامه حافظ جلال الدین السیوطی کتاب تاریخ الخلفاء طبع نفیس اکیڈمی کراچی ص ۱۴۰ بعنوان "اولیت اور ایجادات حضرت عمرؓ"

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

هو اول من سن قیام شهر رمضان۔ حضرت عمر پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے ماہ رمضان مبارک میں تراویح کی ایجاد کی۔
اس کا بدعت ہونا خود حضرت عمر نے فرمایا ہے یہ نعمت البدعة ہے۔ جناب شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفاء جلد سوم ص ۳۴۹

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: آنحضرت ﷺ وآلہ رمضان میں اور غیر رمضان میں کبھی گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ صحیح بخاری کتاب التہجد باب قیام النبی باللیل فی رمضان وغیرہ۔ تیسیر الباری جلد دوم ص ۱۷۱ میں اس روایت کی تشریح علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ اب جو لوگ رمضان کے مہینے میں ۲۰ رکعت تراویح کی پڑھتے ہیں یہ سنت نبوی نہیں ہے البتہ بیس رکعت تراویح کی خلفائے راشدین سے منقول ہیں تو یہ سنت خلفاء ہوگی۔

هو اول من ضرب في الخمر ثمانين۔ حضرت عمر پہلے بزرگ ہیں شراب پینے کی جو سزا پہلے تھی ۴۰ درّے اس کو ۸۰ کر دیا الفاروق۔ ۲۱۴

وهو اول من حرم المتعة۔ آپ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے متعہ کو حرام کیا۔

وأول من نهى عن بيع أمهات الأولاد۔ اولاد والی کنیزوں کی خرید و فروخت کو منع کیا۔

هو أول من سمى أمير المؤمنين۔ آپ ہی سب سے پہلے اپنے آپ کو امیر المؤمنین کھلوانے کا حکم دیا۔

وأول من جمع الناس في صلاة الجنايز على أربع تكبيرات۔ نماز جنازہ میں صرف چار تکبیر کہنے کا حکم جاری کیا۔

وأول من أعال الفرايض۔ پہلے شخص ہیں جنہوں نے میراث میں عول کی صورت (تقسیم حصہ والوں کو تقسیم برابر نہ ہو سکے)۔

روایت کیا عمر سے کہ مجھے نبی ﷺ نے دیکھا میں کھڑا ہو کر پیشاب کر رہا ہوں تو فرمایا: يا عمر لا تبل قائما۔ اے عمر! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کر۔
(مستدرک حاکم ج ص ۱۸۵؛ ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۱۲ باب البول؛ ترمذی ج ۱ ص ۱۰؛ کنز العمال ج ۹ ص ۵۰۹ سلسلہ ۲۷۱۸۹)۔ ازالۃ الخفاء ج سوم ص ۳۱۶

ابوبکر، یسار بن نمیر سے روایت کرتے ہیں: كان عمر اذا بال مسح ذكره بحائط او حجر ولم يمسه مآء (المصنف ابن ابی شيبة ج ۱ ص ۴۷، كنز العمال ج ۹ ص ۵۱۸ سلسله ۲۷۲۳۶) قلت اجمع على ذلك علماء اهل السنة و ليس فيهما حديث مرفوع وانما هو مذهب عمر قياسا على الا ستنجاء من الحائط اطبق على على تقليد العلماء۔ عمر جب پیشاب کرتے تو اپنے ذکر کو دیوار یا پتھر سے صاف کرتے اور پانی کو چھوتے تک نہیں تھے۔ میں (شاہ ولی اللہ محدث) کہتا ہوں کہ اس پر (یعنی ڈھیلے سے استنجا پر) علماء اہل سنت نے اجماع کیا ہے اور اس بارے میں کوئی حدیث مرفوع نہیں ہے اور وہ صرف عمر کا مذہب ہے۔ دیوار سے استنجا کرنے پر قیاس کرتے ہوئے اُس کی تقلید پر علماء نے ڈھیلے سے مطابقت کی ہے۔
ازالۃ الخفاء ج سوم ص ۳۱۶

حضرت عمر ابن خطاب تیمّم بدل غسل نہیں کرتے اور جب تک پانی نہیں ملتا تھا نماز قضا کر دیتے تھے (تشریح مترجم": حضرت عمر کو جب کے واسطے تیمّم کا جائز ہونا معلوم نہیں تھا اور وہ جب کے لئے غسل کو ضروری جانتے تھے)۔ سنن ابی داؤد ص ۱۶۴

عبداللہ ابن عمر سے کسی نے عمرہ تمتع کے بارے میں پوچھا تو اُنہوں نے کہا جائز ہے پھر سائل نے کہا کہ تمہارے باپ عمر ابن خطاب تو منع کرتے تھے تو عبداللہ ابن عمر نے کہا: بھلا دیکھ تو صحیح گر میرا باپ منع کرے اور رسولؐ اللہ وہی کام کریں تو میرے باپ کی تابعداری کی جائے گی یا رسولؐ اللہ کی؟ تو جواب دیا سائل نے کہ رسولؐ اللہ کی۔ جامع ترمذی جلد اول صفحہ ۳۰۳

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas